سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (سکے) — رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

ایڈیٹر: پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب
مینو منزل وارث روڈ لاہور
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔ اے (ایمپرس روڈ۔ لاہور) مینیجر

جملہ خط وکتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے اور مضامین و اشتہارات برائے اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۹ مئی ۱۹۲۴ء	نمبر ۱۹

رباعیات منت

۱
بادل تھے سیاہ تب تو برسے جھم جھم | اب آئی سفیدی اور مینہ بھی گیا تھم
آئی یہ رُپہلے بادلوں سے نوید | چاندی ہے کساں کی کہ غلہ نہیں کم

۲
کُھلتی ہے نجات اس کا اکھاڑا دیکھو | جھنڈا وہ صلیب کا ہے گاڑا دیکھو
یعقوب کے تارنے مجسم ہو کر | ابلیس کو کیا چت ہے پچھاڑا دیکھو

۳
جس وقت کہ تو بیٹھتا ہے کھانے پر | در بند نہ کر کسی کے آجانے پر
دانا ہے تو دانائی سے دیدے اسکو | ہے نام بنام مُہر ہر دانے پر

۴
کتنی ہیں کلیسائیں تو جانتا ہے۔ | کون اس میں کلیسا ہے تو پہچانتا ہے
پطرس کی چٹان پر ہے جس کی بنیاد | کیا کاتھولک اُس کو کہہ کے تو مانتا ہے

۵
جان اُس کا وقار اپنی مانند | کر اُس کا بھی اعتبار اپنی مانند
یوں آدھی شریعت اس میں پوری ہوگی | ہمسایہ کو کر تو پیار اپنی مانند

۶
جب دین گیا ہے جب گئی ہو دُنیا | کب دین گیا ہو کب گئی ہے دُنیا
دیکھا جس وقت آنکھیں ہوئیں بند | اب دین گیا ہے۔ اب گئی ہے دُنیا

۷
عکس میں دکھاتی ہے جو دیدہ بی بی | یہ چشم نمائی کو ہے چیدہ بی بی
سوچو تو ہے یہ بھی نیک بختی کی دلیل | قسمت کسے مل جو سن رسیدہ بی بی

غزل

از قلم کشتہ بنارسی

جاؤنگا شرم لے کے ابنِ خدا کے پاس | اسکے سوا کچھ اور نہیں مجھ گدا کے پاس
قربان جاؤں لُطفِ یسوع مسیح کے | رکھیں اگر خُلد میں مجھکو بلا کے پاس
کیوں خادمِ مسیح نہو اخذِ دل سے ہیں | جاتی ہے کاہ دوڑ کے خود کہربا کے پاس
چہرہ ہے ان کا شاہدِ حسنِ صفائے قلب | جو لوگ بیٹھے ہیں کسی حق نما کے پاس
صوفی نہیں جو مرتے ہیں نام و نمود پر | شیطان کے سوا نہیں اہلِ ریا کے پاس
دنیا پرست یوں سگِ دنیا ہیں جس طرح | پھرتا ہے ایک اکھد کا مُرغ آسیا کے پاس

کشتہ ترے نصیب یہ لوگ آفریں کہیں
تجھ سا گدا جو پہنچے شہِ دوسرا کے پاس

واعظوں کیلئے مختصر و خاص پُر مطلب نوٹ

شریعت آئینہ کی مانند ہے جس میں آدمی اپنے منہ کا میل دیکھ سکے سو شریعت میں ہر آدمی اپنے دل کا میل دیکھ سکتا ہے۔ لیکن شیشہ سے کوئی اپنا منہ صاف [illegible] جس جگہ کوہِ سینا پر شریعت دی گئی۔ اُسی جگہ لوگوں نے اُسے توڑا۔ اس سے ظاہر ہے کہ شریعت آدمی کو پاک نہیں کر سکتی۔ وہ تو صرف انسان کے گناہ کو دکھاتی ہے۔ جیسا کہ آئینہ آدمی کے منہ کا میل دکھاتا ہے۔ مگر اُس کو صاف نہیں

رپورٹ مردم شماری ۱۹۲۱ء کے مطابق انگلستان اور ویلز میں سو سال سے زیادہ عمر والے موجود حضرات کی تعداد ۱۱۰ ہے۔ ان میں اسی عورتیں اور تیس مرد ہیں۔

کر سکتا۔ یا جیسا ساہول دیوار کی کجی کو دکھاتا ہے لیکن اسکو سیدھا نہیں کر سکتا۔ یا جس طرح پیمانہ اناج کی کمی دکھا سکتا ہے۔ مگر اُسے پُورا نہیں کر سکتا۔ یا جیسا ترازو وزن کی کمی دکھا سکتا ہے مگر اُس کو پُورا نہیں کر سکتا۔

ابرہام نے لوط کو چھڑایا۔ ملکِ صدق سے ملاقات کی۔ سدوم میں نہ گیا۔ سدوم کے بادشاہ کی چیزوں میں سے جوتی کے تسمہ تک نہ لیا۔ اسی طرح جو بھی چھٹکارا پاتا اور حقیقی ملکِ صدق سے ملاقات کرتا ہے وہ کبھی سدوم کو نہ جائیگا۔ اور نہ سدوم کے بادشاہ کی چھوٹی سی چھوٹی چیز کو پسند کریگا۔ یعنی شیطان کی غلامی یا سلطنت میں نہ جائیگا اور اُس کی چھوٹی چھوٹی خواہش یعنی گناہ کو قبول نہ کریگا۔

بنی اسرائیل کی خواہش تھی کہ مصر سے نکلیں اور کنعان میں پہنچیں۔ مگر یہ خواہش کافی نہ تھی۔ ضرور تھا کہ وہ مصر کو چھوڑیں اور وہاں سے نکلیں۔ تب کنعان میں پہنچیں۔ اسی طرح صرف خواہش کافی نہیں۔ مگر ضرور ہے کہ ہم فرعون کا مصر (دنیا) چھوڑ دیں اور اُس کی طرف پیٹھ کر کے آسمانی راہ لیں۔ تب ہم بہشت میں داخل ہونگے۔

جب بنی اسرائیل نے مصر کو چھوڑا تو فرعون اُن کا سدِ راہ ہوا اور مشقت بڑھا دی۔ اسی طرح اگر اس شیطانی دنیا کو چھوڑنا چاہیں تو ضرور بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔ اور اس جہان کا سردار اور اُس کے سپاہی ہمارے سدِ راہ ہوتے ہیں۔

بنی اسرائیل اگرچہ مصر سے تو نکلے۔ مگر مصر کے بُت اکثر اُن کے پاس رہے۔

ابو العزیز

برلن ۲۷ اپریل۔ آج جرمن انجمن جمہور کے جلسہ میں شدید فساد ظہور پذیر ہوا۔ اشتراکیوں نے تمام رستے روک لئے اور اس انجمن کے ارکان کو زدوکوب کرنا شروع کیا۔ پولیس نے اگر فساد فرو کیا چالیس کے قریب لوگ زخمی ہوئے ۱۶ اشتراکی گرفتار کئے گئے ہیں۔

پادری سگریٹ

"پادری سگریٹ کا جنازہ" کے عنوان سے ناظرین نور افشاں یہ مسرت انگیز خبر مطالعہ فرما چکے ہیں کہ سرکاری طور پر پادری سگریٹ کی ساخت کو روک دیا گیا ہے۔

جب ہم نے اس کی منسوخی کے متعلق سب سے اول نور افشاں میں آواز اٹھائی اور جماعت سے شرکت عمل کی درخواست کی تو کہیں سے کوئی آواز پیدا نہ ہوئی۔ کرسچن کانفرنس پنجاب سے زبانی درخواستِ امداد کی گئی۔ مگر جواب یہ ملا کہ اس کا کچھ فائدہ نہیں کہ گورنمنٹ ہماری امداد نہ کریگی۔ مگر ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب مسٹر رفیق سنگاڑی کا خط نور افشاں میں شائع ہوا کہ ان کی غیر تمندی نے ہماری آواز کو امریکن مشن کی سنڈ میں پہنچا دیا اور سنڈ اب کر اس کی ساخت کو بند کرا دینے کے لئے تیار ہو گئی اور ضرور وہ اپنا سارا زور لگا کر کامیابی حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرتی۔ مگر ادھر خبر نکل کہ وہ آپہی انتظام سے بند ہو چکا ہے پس سنڈ کر کا بالخصوص ہمیں شکریہ ادا کرنا ہے اور گورنمنٹ کا بھی۔ سچ ہے کہ آدمی پر نگاہ نہیں رکھنی چاہیئے۔ بلکہ خدا سے مدد کا امیدوار رہنا چاہیے ہم کمزوروں کی خدا نے دعا سن لی۔ اسی کو کہتے ہیں ع

خدا خود میشود نامر اگر ہمت شود پیدا۔

حقیقی خوشی عجیب ماجرا

لوقا ۱: ۲۱-۲۲۔

ناظرین نور افشاں پر یہ خوشی کا موقع ظاہر کئے بغیر رہنا محال ہے کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے۔ ہم بغور اس تذکرہ کو پڑھکر ہمزبان ہو کر بے تحاشہ بول اُٹھیں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں۔

موضع سفترہ علاقہ للیانی مشنری اسٹیشن قصور ضلع لاہور کا ایک مسیحی بھائی مسمی سدھا عمر قریباً بیس برس سے بپتسمہ یافتہ ہے۔ کچھ تھوڑا تعلیم یافتہ ہے لیکن اس نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا۔ گذشتہ برسوں میں جبکہ ہمارے مہربان بزرگان پادری ایف۔ ایچ۔ ولیمز و پادری ایچ۔ ڈی۔ پاسٹکل صاحبان بمعہ خاندانوں کے اور بزرگ پادری پی۔ ٹی۔ ڈی پال صاحب و بابو گنڈ دل صاحب جو کہ علاقہ للیانی کے انچارج سپرنٹنڈنٹ ہیں دورہ کرتے کرتے موضع سفترہ متلاشیانِ حق کی بلاہٹ پر گئے۔ اس سے پیشتر وہ لوگ بذریعہ مسٹر گنڈ دل صاحب مسیح کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اب عرصہ قریباً چھ ماہ کا ہو گیا ہے وہ لوگ بمعہ خاندانوں کے مسیح مصلوب پر سچے دل سے ایمان لا کر مسیحی کلیسیا میں شریک ہو گئے۔ مسٹر گنڈ دل و دیگر صاحبان متواتر وہاں اُن کو مسیح کی تعلیم سکھاتے ہیں۔ دو ماہ سے وہاں یعنی موضع سفترہ میں پلیگ کا دور دورہ شروع ہوا۔ ہمارے مسیحی بھائی مسمی سدھا بھی اس موذی مرض کا شکار ہوا۔ سوائے جسمانی علاج کے روحانی علاج شروع کیا۔ صرف خداوند یسوع مسیح کے نام سے دعا کرتا رہا۔ جب اُس کی حالت بہت ہی نازک ہو گئی اور اس کو اسلام بھیجا اور شور و غل کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور وہ سیدھا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا تو اُس نے کہا کہ خداوند یسوع مسیح نے مجھ کو بچایا ہے اور میری جان بخش دی ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے ایک عجیب قسم کی روشنی سورج سے تیز ہے اُس روشنی میں ایک سوار سفید براق لباس پہنے ہوئے سفید گھوڑے پر سوار ہے اُس نے آکر کہا کہ اسے نہ چھوڑو یہ میرا بندہ ہے ابھی یہ میری خدمت کریگا (ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۱)



نورافشان

مطبوعہ ۹ مئی ۱۹۲۴ء

اپنی مدد آپ

(افادۂ چوہدری غلام حیدر صاحب)

ذیل میں ہم چوہدری غلام حیدر صاحب کا ایک نادر مضمون ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

کسی بزرگ کا قول ہے:-

"کہ خدا تعالیٰ اُن کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں"۔

کیا یہ مقولہ غلط ہے؟ ہرگز نہیں۔ یاد رکھو۔ اپنی مدد آپ کرنے کے جوش و ولولہ ترقی کی بنیاد ہے۔ اگر یہ جوش و ولولہ کسی قوم یا جماعت کے بہت سے افراد میں موجود ہو تو وہ قوم یا جماعت مضبوط اور شائستہ ہو جاتی ہے۔ بیرونی امداد انسان کو کمزور کر دیتی ہیں۔ مگر اندرونی امداد کا کام زور آور اور توانا بنانا ہے۔ جب کسی قوم۔ جماعت یا فرد نے کسی دوسرے کی امداد کا سہارا تلاش کیا اُسکی آپ مدد کرنے کی خوبیاں ضائع ہو گئیں۔ اس کے انحاط و تنزل کا زمانہ آگیا۔

بعض اشخاص کا وہم ہے کہ:-

"انسان کی ترقی صرف عمدہ قانون پر مبنی ہے"

مگر ہماری رائے میں تین برس اسمبلی یا کونسل میں جاکر دے دینا (خواہ وہ رائے نہایت ہی نیک نیتی سے کیوں نہ دی گئی ہو) انسانی زندگی اور اُس کی آسائش پر کوئی بہت بڑا اثر نہیں ڈال سکتی۔ کیونکہ گورنمنٹ

[illegible]۔ امر نہیں۔ گورنمنٹ کے فرائض کیا ہیں صرف تین۔ یعنی:-

(۱) حفاظتِ جان۔

(۲) حفاظتِ مال۔

(۳) حفاظتِ حریت

بے شک قانون کا جائز اور صحیح استعمال بہت اچھی بات ہو۔ لیکن کوئی قانون خواہ کتنا ہی احسن اور عمدہ کیوں نہ ہو۔ کسی کاہل الوجود کو محنتی۔ کسی فضول خرچ کو کفایت شعار۔ یا کسی شرابی کبابی کو نیک اور پرہیزگار نہیں بنا سکتا۔ یہ تمام صفات انسان کی اپنی ذاتی کوشش کا ثمر ہیں۔

گورنمنٹ کیا ہے؟ ہمارے نزدیک گورنمنٹ اُن افراد کے چالچلن کی جھلک ہو جن سے وہ مرکب ہے۔ گورنمنٹ خواہ کتنی ہی عمدہ کیوں نہ ہو۔ اگر اسکی رعایا خراب ہے تو وہ ضرور اُسکو اپنی سطح پر کھینچ لائیگی۔ اسی طرح اگر گورنمنٹ کتنی خراب کیوں نہ ہو۔ اگر اُس کی رعایا اچھی ہے تو وہ ضرور اُسکو اچھا بنا کے چھوڑیگی۔ فلسفہ نیچر کا موٹا اصول ہے کہ گورنمنٹ اور اُس کے قوانین مجموعہ اقوام کے چالچلن کے مطابق و موافق ہوتے ہیں۔ شریف قوم پر شرافت سے حکمرانی کی جاتی ہے اور جاہل اور اجڈ قوم پر ڈنڈے سے۔ کیونکہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ جاؤ لارڈ ریڈنگ (موجودہ وائسرائے) سے کہو کہ آج وارن ہیسٹنگز کے طرز عمل پر عمل پیرا ہو کر اور اس کے قوانین کو ہندوستان میں جاری کر کے دکھائے۔ رعایا بدل گئی۔ رعایا کا چالچلن بدل گیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ع

وہی آلو کی ترکاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہو

دوستو! یہ خیال نہ کرنا کہ میں سیاسیات کے مربعے کی خشک بھانکیں آپ کے حلق میں ٹھونسنا چاہتا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ مجھ جیسا نورافشاں سیاسیات کے کولہو کا بیل نہیں۔ اور ہو بھی کیوں؟ جبکہ اُسے الٰہیات اور اخلاقیات کی رزمگاہ میں "فلسفہ قادیان" کا تاروپود بکھیرنے ہی سے فرصت نہیں۔ مگر میں تو ایک تخیلانہ رنگ میں اپنی مدد آپ کے فلسفے کو آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں۔

فی الحقیقت تجربہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ملک کی لیاقت اور قوت اچھے قانون پر اس قدر موقوف نہیں جس قدر کہ باشندگان ملک کے اخلاق اور سیرت پر منحصر ہے۔ قوم صرف افراد کے اجتماع کا دوسرا نام ہے۔ پھر قوم کی تہذیب کیا؟ اس قوم کے زن و مرد بچے کچے جس سے وہ قوم مرکب ہے۔ اُن کی اپنی ذاتی ترقیات ہی کو تہذیب یا شائستگی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

قوم کے ہر فرد کی راست کرداری محنت۔ دلیری اور ایمانداری قوم کی ترقی ہے اور اُس کے ہر شخص کی کاہل بستی۔ خودغرضی۔ بدچلنی اس قوم کا انحاط اور تنزل ہے۔ سوسائٹی کی وہ لغویات اور مکروہات جن پر ہم واویلا مچاتے ہیں اگر انہیں بنظر تعمق دیکھا جائے تو ہمارے ہی بھائیوں میں سے کسی نہ کسی کی بداخلاقیوں کا نتیجہ ہیں۔ اگر ہم بفرض محال انہیں قانون کے زور سے زائل ہی کر دیں تو کیا وہ بالکل فنا ہو جائیگی کبھی نہیں۔ بلکہ وہ برائیاں کسی دوسری صورت میں نمایاں ہونگی۔ ایک دوسرا قالب ڈھال لینگی۔ مگر ہاں جب سوسائٹی کے ہر فرد کی حالت اچھی اور کیرکٹر درست ہو جائیگا تو قوم کی قوم کی کایا پلٹ جائیگی۔ تو پھر سوسائٹی اکسیر ہے۔ اگر یہ بات صحیح تو بلاشک و شبہ ہر متنفس کے دل میں یہ ولولہ اور تڑپ پیدا کر دینا چاہئے کہ وہ اپنی حالت کی آپ اصلاح کرلے۔ کسی گورنمنٹ یا قانون کا رہین منت نہ ہو۔ کیونکہ اپنی اصلاح آپ کرنا اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ نظامِ حکومت

اور قوانین میں تغیر و تبدل کیا جائے۔ اور یہی سب سے بڑی "حب قومی" ہے۔ پھر جب ہماری تمام ترقیات کا انحصار اسی اصول کی ماتحت ہے کہ ہم خود اپنے اوپر کیونکر حکمرانی کرتے ہیں تو اس وقت نظامِ حکومت یا آئین و قوانین کی شائستگی یا عمدگی بہت بڑی توجہ یا التفات کے قابل نہیں۔ وہ شخص درحقیقت غلام نہیں کہا جاسکتا جو کسی ظالم۔ بے رحم اور سنگدل آقا کی غلامی میں ہے (اگرچہ یہ بھی ایک بہت بڑی لعنت اور بُرائی ہے) بلکہ اصل غلام وہ شخص ہے جو اپنی بداخلاقی جہالت نفسانی۔ خواہشات۔ فسق و فجور اور خودغرضی کا مطیع اور تابع ہے۔ دنیا کی جتنی اقوام اس غلامی میں مبتلا ہیں۔ وہ صرف نظامِ حکومت۔ آئین و قوانین یا آقاؤں کے بدلنے سے ہرگز آزاد نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے جب تک لوگ اس وہم میں مبتلا اور دھوکے میں گرفتار رہینگے کہ ہماری حریت و آزادی گورنمنٹ اور اُس کے آئین کی تبدیلی پر موقوف ہے۔ اس وقت تک کسی ظاہری یا بالائی تدبیر سے کوئی حقیقی تبدیلی۔ حالت کی اصلاح اور ترقی کے کوئی مستقل اور قابلِ عمل نتیجہ ہرگز ہرگز قوم میں ظہور پذیر نہیں ہوسکتا۔ نظامِ حکومت میں خواہ کتنی ہی عمدہ اور احسن تبدیلیاں کیوں نہ کی جائیں۔ مگر وہ فانوسِ خیال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ جس میں انواع و اقسام اور رنگ برنگ کی تصاویر دکھائی دیتی ہیں۔ مگر جب نگاہ اُٹھا کر بنظر غور دیکھا جائے تو کچھ بھی نہیں۔ اس لئے یاد رکھو کہ:-

"ذاتی چال چلن اور سیرت کی عمدگی قومی آزادی کی محکم بنیاد ہے"۔

انگلستان کا نامی حکیم اور فلاسفر جان اسٹوارٹ مل رقمطراز ہے کہ:-

جب تک فرداً فرداً رعایا کے قلوب میں شناخت کی بو یعنی حقوق اور عزت خودداری کا لحاظ

بھی مادہ موجود ہے۔ کوئی ظالم سے ظالم حکو[mat] بھی ظلم نہیں کرسکتی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنی ہی بداخلاقی اور جہالت کی وجہ سے ہم اپنی عزت خودداری کو ختم اور فنا کر دیتے ہیں"۔

سچ ہے ع

شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت

فلسفہ کا فائدۂ مُطلق

(الف) فائدۂ ذہنی

اس علم میں بحث کرنے سے پہلے اُس کے فائدہ کا علم چونکہ طالب علم کو اُس کی تحصیل کی طرف رغبت دلانے والا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے اظہار کی ضرورت ہے۔ اور یہ بھی ضروری امر ہے کہ ہر ایک مضمون کے آغاز میں اس کا **موضوع** بتایا جائے اور نیز اُس خوشی اور رنج اور اُن مشکلات و فوائد کا ذکر کیا جائے جو اُس کے طالب کو حاصل ہوتے ہیں۔

فلسفۂ نفسِ ناطقہ میں یہ بات بموجب دلائل ذیل بالتخصیص ضروری ہے۔

اول یہ کہ موضوع علم النفس اور اس کے فوائد جو اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ دیگر علوم کی طرح صراحتہً معلوم نہیں ہوتے اور علاوہ بریں فی زمانہ دیگر علوم نے اس قدر ترقی حاصل کر رکھی ہے کہ اُن کے فوائد کے بالمقابل فلسفہ کے فوائد مخفی اور پوشیدہ ہو جاتے ہیں اس لئے یہ علم بظاہر غیر مفید ہونے لگتا ہے۔ لیکن اگر اس کے فوائد کو معلوم کیا جائے تو اظہر من الشمس ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی علم یا فن کو وقعت حاصل نہیں ہے۔ بلکہ فلسفہ تمام علوم کا سرتاج ہے۔ اس کے علاوہ اس میں محنت شاقہ سے پالا پڑتا ہے۔

دوم مختلف علوم کے فوائد کے بارے میں چند غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب

علم سے نان و نمک میسر ہو وہ بہ نسبت اس علم کے جو نفس ناطقہ کو ترقی دے زیادہ قدر رکھتا ہے لیکن عوام الناس کی رائے اس امر میں کہ کون سی چیز مفید اور کون سی غیر مفید ہے بالکل غلط ہے۔ وہ علوم جن میں سب سے کم فائدہ ہے سب سے اول شمار کئے گئے ہیں اور سب سے پہلے حاصل کئے گئے ہیں۔ **رڈ صاحب** کا قول ہے کہ کوئی مفید شے بذاتہٖ مفید نہیں ہوسکتی بلکہ اُس کا مفید یا غیر مفید ہونا اُس غایت کے مفید یا غیر مفید ہونے پر منحصر ہے۔ جس کے حاصل کرنے کے لئے وہ شے کارآمد ہوتی ہے۔ ہر ایک چیز کا فائدہ دو قسم کا ہوتا ہے **مطلق** یا **اضافی**۔ کوئی علم مطلق مفید اُس وقت کہلاتا ہے جبکہ اُس کا سیکھنا دیگر شاخہائے علوم کے سیکھنے میں مدد پہنچائے۔

اس وقت ہم فائدہ اضافی سے سروکار نہ رکھ کر صرف فائدہ مطلق پر بحث کرینگے۔

کسی علم کا **فائدہ مطلق** دو قسم کا ہوتا ہے۔

اول۔ باطنی یا ذہنی جبکہ اُس کے ذریعہ سے قوائے ذہنی کو ورزش میں لانے سے ذہن کو کسی قدر ترقی حاصل ہو اور کسی جدید صداقت کو معلوم کیا جائے۔ مثلاً اقلیدس کا مشتق نامعلوم سوال حل کرنا۔

دوم۔ خارجی۔ جبکہ وہ ذہن کے لئے واقفیت کی کچھ مقدار بہم پہنچائے یا معلومہ صداقتوں کا مجموعہ زیادہ کرے۔ جیسے ایک قاعدہ معلومہ کا تکرار سے ازبر کرنا۔ یہ دونوں اقسام جداگانہ ہیں اور اُن میں کوئی ضروری تعلق نہیں ہے۔ پس ظاہر ہے کہ کسی مفید شے کی قدر و منزلت اس لئے نہیں کی جاتی کہ اُس کی ذات میں کوئی مفید شے ہے جو اُس کی قدر کراتی ہے۔ بلکہ اُسکی قدر اس واسطے کی جاتی ہے کہ وہ کسی اور چیز کے حاصل کرنے کا آلہ ہے۔ آلہ کا مفید یا غیر مفید ہونا اُسکی **غایت** کے مفید یا غیر مفید ہونے





کے تناسب ہے۔

زیادہ تر اشخاص اس اصول کی صداقت کو تسلیم کرتے ہیں اور وہ علم فلسفہ کے فائدہ نظری سے ہرگز انکار نہیں کرتے۔ مگر وہ اس علم کے **فائدہ علمی** کی بابت انکار کرتے ہیں اور یہ بات درست بھی ہے کہ جب تک کسی علم کا فائدہ معلوم نہ ہو اس کا حاصل کرنا بے سود ہے۔ کیونکہ علم انسان کے لئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ انسان علم کے واسطے۔ مفید اس شے کو کہتے ہیں کہ جس کی قدر کسی انجام کے وسائل ہونے کے سبب سے کی جائے۔ نہ کہ اُس کی اپنی ذات کے لئے اور وسائل کی وقعت بلحاظ انجام کی وقعت کے کی جاتی ہے۔ چنانچہ جس وسیلہ کا انجام زیادہ ہو وہ خود بھی ذی وقعت ہوگا اور اگرچہ وسائل کا ایک ہی انجام ہو تو جو وسیلہ انجام پر بآسانی اور جلد تر پہنچائے اُس کی زیادہ وقعت کی جاتی ہے۔ یہاں تک تو کسی کو اختلاف نہیں۔ صرف وجہ تخالف یہ ہے کہ انجام کی قدر کے مقرر کرنے میں اتفاق رائے نہیں مگر یہ عدم اتفاق ان دو غلطیوں کے باعث ہو گیا جن میں سے پہلی یہ ہے کہ انسان کو اپنی غایت نہ سمجھا جائے۔ بلکہ کسی اور شے کا وسیلہ تصور کیا جائے۔ چونکہ ایسا سمجھا گیا ہے اس لئے ان علوم کو ہی مفید سمجھا گیا ہے جو انسان کے حصولِ معاش وغیرہ میں کام آتے ہیں اور جو کہ انسان کو اوزار کا کام دیتے ہیں۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ ذہنی ترقی کو حصول معلومات سے کم وقعت دی جائے۔ یہ غلطی پہلی غلطی کی نسبت زیادہ مضر ہے۔ کیونکہ فی الحقیقت ترقی قوائے ذہنی بہ نسبت حصولِ معلومات کے زیادہ باوقعت ہے۔

اچھے سے اچھا مضمون بھی جو کاغذ کے صرف ایک طرف نہ لکھا ہوگا۔ ردی کی ٹوکری کے حوالہ کیا جائیگا۔ ایڈیٹر

ینابیع المسیحیت

مسیحیت کیا ہے؟

ہم کہہ چکے ہیں کہ مسیحیوں میں ضرور رسم و رواج پائے جاتے ہیں۔ عقائد بھی پائے جاتے ہیں جو کسی نہ کسی حد تک مسیحیت کی نمائش و تفسیر و تفہیم سے متعلق ہیں لیکن مسیحیت کو صرف رسم و رواج اور عقائد نامے کامل طور سے ظاہر نہیں کر سکتے ہیں۔ مثلاً مسیحیوں کے نوشتے جو کم از کم مسیحیوں کی پشت اول کی تحریرات ہیں۔ اُن سے پایا جاتا ہے۔

اول کہ مسیحیت یسوع مسیح کا ترجمہ ہے جو یہودی مذہب کی قدیم سچائی اور صداقت کا بلکہ اس وقت تک کی عالمگیر سچائی و صداقت کا بے داغ مجسمہ ہے جو یسوع مسیح کے زمانہ تک بنی نوع انسان کے علم و آگاہی میں آچکی تھی۔ مسیحیت خدا اور انسان کے درمیان وہ دینی و اخلاقی و روحانی و قدرتی رشتہ ہے جو خدا اور انسان کے نیچر یا اُن کی فطرۃ کے تقاضوں کی تکمیل کرنے والا ہے مسیحیت خدا اور انسان کی صحیح فطرۃ کی باہمی مشاکلت ہے۔ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا مسیحیت وہی خدا کی صورت اور اُس کا صحیح اور بے داغ عکس ہے جو بنی نوع انسان نے اپنی بد اعمالیوں سے بگاڑ دیا تھا مسیحیت کی یہ صداقت انجیل میں حبیب ابن اللہ اور ابن آدم کے پاک اسماء سے ظاہر ہو گئی ہے۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ مسیحیت اسرائیل کے واحد خدا سے فرزندیت کی نسبت کا نام ہے ہرگز مبالغہ نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے۔ اگر مسیحیت کی نسبت مذکورہ کو اڑا دیا جائے تو خدا اور انسان کے لازمی و ضروری رشتہ کو اڑا دیا جائیگا۔ خدا انسان کے لئے اور انسان خدا کے لئے بالکلیہ غیر ہو جائیگا۔ انسان خدا کے علم و عرفان سے بالکلیہ محروم ہو جائیگا۔ الٰہی مذہب کی بنیاد بالکل جاتی رہیگی۔ انسان خدا کی محبت کے احساس سے خالی ہو جائیگا۔ تم خدا اور انسان میں بجز تا قیامت رشتہ قائم و ثابت نہیں کر سکتے۔ تم لاکھ خدا کی تعریفیں کرو پر وہ انسان کے لئے بے سود ہو جائینگی۔ کیونکہ مسیحیت ہی خدا اور انسان میں ایک قدرتی رشتہ ہے اس کا انکار کرکے دوسرا رشتہ قائم نہیں کیا جا سکتا اور یہ بات بیان کی محتاج نہیں کہ خدا اور انسان کے لئے انسان اور خاص اب و ابن کے رشتہ کی ضرورت ہو۔ اگر مسیحیت کے رشتہ کا انکار کر دیا جائے تو دنیا کا مذہب دہریت رہ جاتا ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ مسیحیت یسوع مسیح ہے یسوع مسیح اب و ابن کے رشتہ کا عالم و عارف ہے۔ لہٰذا وہی اکیلا خدا اور انسان میں الٰہی مذہب و عرفان کا چشمہ و واسطہ ہے وہ اندیکھے خدا کی صورت اور اُس کی ماہیت کا نقش ہے۔ یہی سچے معانی کی مسیحیت ہے خدا اور انسان کے اب و ابن ہونے کے رشتہ کی صداقت اُن عقائد انسان میں بھی ناقص اور ادھوری صورت میں مل سکتی ہے جو غیر یہودی اور غیر مسیحی عقائد میں یسوع مسیح کے زمانہ تک تمام دنیا میں مروج و عام تھے۔ ان عقائد میں اگر کسی سچے عقیدہ کی جھلک نہایت مکروہ صورت میں نظر آ سکتی تھی تو وہ عقیدہ خدا کے باپ اور بنی آدم کے فرزندِ خدا ہونے کا ہی تھا۔ گو غیر یہودی اور غیر مسیحی اقوام کے دیوی دیوتے اور اُن کے بیٹے بیٹیاں سب باطل و عاطل تھے۔ مگر تو بھی فطرۃ انسانی کی تحریر باطنی کا ناقص اور بُرے خط میں اظہار کرتے تھے جو مسیحیت کے پاک رشتہ کی حقیقت و حقانیت کے ناقص شاہد تھے۔ ان کا ذکر ہم آگے چلکر کرنے والے ہیں۔ فی الحال ہم یہ بات کہنے کے لئے مجبور ہیں کہ مسیحیت کا خدا اور انسان میں ایک رشتہ ہونا ناگزیر حقیقت ہے۔

دوم۔ مسیحیت خدا اور انسان میں زندہ رشتہ ہے مسیحیت یسوع مسیح اور یسوع مسیح کی تفسیر زندگی سے کی گئی ہے۔ جس کی بابت ذیل کی چند مثالیں دی جاتی ہیں۔ مثلاً۔

۱۔ مسیحیت زندگی ہے۔ زندگی اس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی۔ میں جہان کا نور ہوں۔

۲۔ مسیحیت راہ اور حق اور زندگی ہے یوحنا ۱۴: ۱۶

۳۔ مسیحیت کثرت کی زندگی ہے۔ میں اس لئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں یوحنا ۱۰: ۱۰

۴۔ مسیحیت با اختیار زندگی ہے۔ آسمان و زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا متی ۲۸: ۱۸۔ میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا۔ متی ۱۱: ۲۷۔ چنانچہ تو نے اُسے ہر بشر پر اختیار دیا ہے تاکہ جنہیں تو نے اُسے بخشا ہے ان سب کو ہمیشہ کی زندگی دے یوحنا ۱۷: ۲

۵۔ مسیحیت عالمگیر زندگی ہے۔ زندگی اُس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی۔ سب چیزیں اُس سے ہوئیں۔

۶۔ مسیحیت پاک زندگی ہے۔ کون تم میں سے مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے۔

۷۔ مسیحیت پر محبت زندگی ہے۔ جیسے باپ نے مجھے محبت رکھی۔ ویسے ہی میں نے تم سے محبت رکھی۔ یوحنا ۱۵: ۹۔

۸۔ مسیحیت مظہر الٰہ زندگی ہے۔ خدا کو کبھی کسی نے ... نہ دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے ظاہر کیا یوحنا ۱: ۱۸۔

۹۔ مسیحیت با غیرت زندگی ہے۔ تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا گئی۔

۱۰۔ مسیحیت توی و قادر زندگی ہے۔ دیکھو میں تمہیں بھیجتا ہوں گویا بھیڑوں کو بھیڑیوں کے بیچ میں متی ۱۰: ۱۳ پس ان سے نہ ڈرو۔ ۱۰- ۲۶ تمہارے سر کے بال بھی سب گنے ہوئے ہیں۔ ۱۰: ۳۰ وہ خدا کی بادشاہت کا بیج ہے۔ وہ رائی کا دانہ ہے۔ وہ خمیر ہے۔ کیونکہ قوت اس سے نکلتی تھی اور سب کو شفا بخشتی تھی لوقا ۶: ۱۹۔

۱۱۔ مسیحیت جلالی و نورانی زندگی ہے متی ۱۷: ۱-۸

۱۲۔ مسیحیت حلیم و فروتن زندگی ہے۔ کیونکہ میں حلیم اور دل کا فروتن ہوں متی ۱۱: ۲۹۔

۱۳۔ مسیحیت محبت کی قربانی کی زندگی ہے ان کی خاطر میں اپنے آپ کو مقدس کرتا ہوں یوحنا ۱۷: ۱۹ میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں یوحنا ۱۰: ۱۵

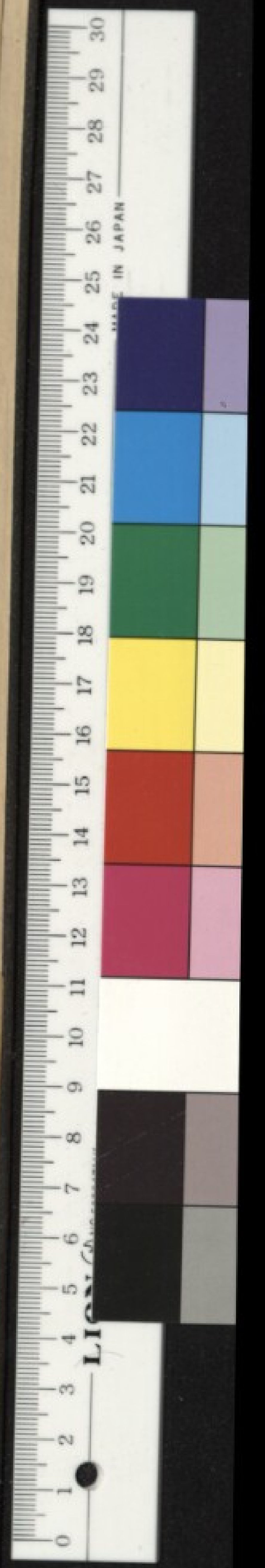
۱۴۔ مسیحیت غیر فانی اور غیر مغلوب زندگی ہے وہ جی اٹھا ہے مرقس ۱۶: ۶۔

کلام ربانی سے اسی قسم کی اور آیات بھی پیش کی جا سکتی ہیں جو مسیحیت کی تعریف کرتی ہیں۔ مگر ہم نے انہیں کے ذکر کرنے پر کفایت کی ہے۔ ان سے اول تو یہ بات ظاہر ہے کہ مسیحیت یسوع مسیح ہے اور یسوع مسیح مسیحیت ہے مسیحیت یسوع مسیح سے الگ نہیں کی جا سکتی۔ دوم یہ بات ظاہر ہے کہ مسیحیت یسوع مسیح کی زندگی ہے۔ اُس کی وہ تمام زندگی جو ۳۳½ برس ہماری دنیا میں کٹی وہ تمام زندگی مسیحیت ہے۔ کیونکہ مسیحیت تو زندگی ہو وہ ایسی زندگی ہے جس کا جمال و جلال اس کے شاگردوں نے دیکھا تھا۔ اس تمام زندگی کا جمال و کمال و جلال کسی مسیحی عقیدہ کے چند جملوں سے ظاہر و بیان کرنا کیسا دشوار ہے۔ ہم حکم و احکام پر یا شریعت کے قوانین پر عقائد بنا سکتے ہیں ہم ان کی تفسیر و تشریح کر سکتے ہیں۔ مگر خدا کے مظہر کامل کی زندگی کی بابت ہرگز کوئی ایسا عقیدہ نہیں بنا سکتے جو یسوع مسیح کی زندگی کا بدل ہو سکے تو بھی ہمیں اس کی زندگی کا علم ہے۔ اس کا احساس ہے وہ ہم مسیحیوں میں پائی جاتی ہے۔ خواہ وہ کسی عقیدہ کے معتقد ہوں مسیحیت صرف عقائد نامے ہی نہیں ہے۔ بلکہ مسیح یسوع کی زندگی ہے۔ (باقی آئندہ)

سرخاب

گذشتہ سے پیوستہ

مندرجہ بالا بیان و خیالات کا مقصد اور لب لباب یہ ہے کہ ہم تمام اس چھوٹے سے جوڑے (سرخاب) سے ایک قسم کا سبق حاصل کریں اور دعا کریں کہ ہم بھی ان کی مانند سلامتی اور روشنی کے شہزادے کے منتظر رہیں۔ سلامتی اور نور کا شہزادہ ہمارا نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح ہے جو کہ واقعی نور کا بادشاہ ہے کیونکہ اس نے خود فرمایا جہان کا نور میں ہوں۔ اسی طرح اُسی کی بابت لکھا ہے۔ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔ سلطنت اُس کے کاندھے پر ہوگی۔ وہ اس نام سے کہلائیگا عجیب۔ مشیر خدای قادر۔ ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شہزادہ اور رات کے اژدھے سے مراد شیطان اور اس کے تمام مکروہ فرشتے ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خدای قادر کی نظروں سے گرا ڈالا اور زمین پر پھینک دیئے گئے۔ جن کی ہر وقت یہی خواہش رہتی ہے۔ کہ اگر بنی نوع انسان میں سے جس کسی کو چاہے۔ موقع ملے تو اُسے پھاڑ کھائے اور ہر وقت اپنی تمام قسم کی جھوٹی تعلیم مثل بغض حسد زنا۔ حرامکاری اور دیگر وسائل سے ہمیں اپنے بس میں لانا چاہتا ہے اور اپنی تمام جھوٹی تعلیم سے اس دنیا میں اندھیرا پھیلاتا ہے۔ تاکہ ہم راستہ نہ پا کر ٹھوکر کھا کر کسی گڑھے یا کنوئیں گر پڑیں اور اُس کی یہی خواہش رہتی ہے کہ ہمارے اور خدا کے درمیان ایک ایسا تنگ و تاریک گڑھا ڈال دے کہ ہم اُس کو نہ دیکھ سکیں۔ لیکن اگر ہم سرخاب کی مانند اُس کو جو ابد الآباد سے ہے اور تخت پر بیٹھا ہے





خلوص دل اور بکمال انتظاری سے دیکھنے کی خواہش کریں اور اس عرصے میں جس میں شیطان اور اُس کے فرزند ہمیں اُس کے ملنے سے باز رکھتے ہیں۔ دعا کا ہتھیار ہاتھ میں لیکر اُس کے ملنے کی خواہش کریں اور دن رات اس ہتھیار کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ جب تک کہ ہم اس دنیا کی دوڑ دھوپ ختم کرکے اُس کی آمد کو نہ دیکھ لیں اگر ہم میں ایسی خواہش جیسی کہ سرخاب میں ہے جو کہ دن کے بادشاہ (سورج) کی رکھتا ہے تو ضرور ہم اُس کی آمد کو اپنے دل میں محسوس کرینگے۔ اس وقت ابلیس اور اس کے تمام کارکنان دُم دبا کر بھاگ جائینگے اور ساری تمام جدائی دُور ہوکر ہم اس کو جو کہ غفور و رحیم ہے دیکھینگے۔ جو کہ یہ کہتا ہے اے تھکے ماندے اور بوجھ کے تلے دبے ہوئے لوگو میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دونگا وہ جو کلوری کے پہاڑ پر کانٹوں کا تاج پہنکر جس پر ہمارا فخر ہے ہماری نظروں سے تین دن کے لئے غائب ہوا تھا۔ اب پھر وہ بڑی شان و شوکت سے اپنے مقرب فرشتوں کے ساتھ بادلوں پر سوار آنے والا ہے۔ کاشکہ ہم میں سے ہر ایک اس کی انتظاری کے لئے بیدار ہو جاوے اور کہے کہ اگر تجھے میرا محبوب ملجاوے تو اُسے کہیو کہ میں تیری محبت میں بیمار ہوں۔

اے عزیز بھائیو! اب بھی وہ حاظر و ناظر ہے اگر ہم اُسے ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے تو باطنی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم میں اس کے دیکھنے کے لئے پوری پوری خواہش ہے تو ہم ضرور اُسے دیکھینگے۔ نیز ہم تمام دنیا پر آج اس بات کو پوری پوری طرح سے روشن کردیں کہ بغیر سلامتی کے شہزادے کے نجات نہیں۔ اگر خدا کا دیدار حاصل کرنا ہے تو پہلے اُسکو جو سامنے صلیب پر لٹکا ہوا ہے حاصل کرو۔ اگر بیٹے کو پالیا تو باپ کو پالیا۔ سرخاب کا بیان ختم ہوا یہ تمام تحریر آپ کو پکارتی کہ سرخاب کی مانند تلاش کرو تو تمہیں ضرور ملیگا اور آپ کو ضرور حاصل کروگے۔ جس کے دیکھتے ہی تمام گناہوں کے بوجھ گر پڑینگے اور پھر آپ اُسے ایک تخت پر بیٹھا ہوا پاؤ گے۔ جسے آپ ایک لکڑی کی صلیب پر لٹکا ہوا دیکھ چکے ہو۔ جس کو دیکھ کر شیطان اور اس کے تمام راکین دوڑ جاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو چھپاتے ہیں۔

الراقم۔ خاکسار آئی۔ ایم کے سنگھ نیلینگ روڈ لاہور

وہ کیا کہتے ہیں

(۱) اگر ان دنوں کے غیر مسیحی اخبارات پر نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ولایت کے کسی فرد یا چند ایک افراد کی مثال پیش کرکے مسیحیت کی ناکامی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ مسیحیت کی رکاوٹ تو یہودا اسکریوطی سے نہ ہوسکی بلکہ مسیح کے دوسرے شاگردوں کی معرفت آج مسیحیت روئے زمین پر مسلط ہو رہی ہے۔

اخبار آریہ گزٹ ولایت کی سلطنتوں کے طرز عمل سے نتیجہ نکالتا ہے کہ مسیحیت شانتی یعنے امن کا مذہب نہیں اور اعتراض کرتے وقت وہ اپنی حالت کو فراموش کرجاتا ہے چنانچہ اس کے ۱۰ اپریل کے پرچہ میں لکھا ہے کہ

"آج عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ہر روز سندھیا نہ کرنے والا اور سوادھیائے سے اپنے آپ کو محروم رکھتا ہوا آریہ سماج کا پردھان یا منتری بن سکتا ہے شراب وغیرہ کا استعمال کرنے والا آریہ سماج کا سبھاسد رہ سکتا ہے۔ دھرم آشرم دھرم کا پابند ہوتا ہوا آریہ سماجی حلقے میں ان کا پاتر ہو سکتا ہے۔ ہ لاکھ آریوں میں کیصد بھی سنیاس مہاتما پیدا نہیں ہوتے ویدوں کے ودوان جس قدر کہ چاہیے ہم کو آریہ سماج میں نظر نہیں آتے۔"

پھر ۲ بیساکھ کے پرچہ میں لکھا ہے۔ کہ

"کئی لوگوں کا خیال ہے کہ کالج پارٹی مانس کھانے کے حق میں ہے۔ کالج پارٹی نے کبھی بھی مانس کھانے کے حق میں ایک لفظ نہیں لکھا۔ ویسے اگر کھانے والوں کی تعداد دیکھنی ہو۔ ۔ ۔ ۔ تو دیکھو گے کہ گورو کل پارٹی میں مانس کھانے والوں کی تعداد کم نہیں۔ ہاں صرف اتنا بھید ہے کہ وہ چوری کھاتے ہیں۔ مانس کھانا وید ورودھ (خلاف وید) ہے۔ کئی دفعہ کہا گیا ہے کہ کالج پارٹی والے آریہ سماجی نہیں۔ کیونکہ مانس کھاتے ہیں میں ان سے دریافت کرتا ہوں کیا جھوٹے۔ مکار۔ چالچلن سے گرے ہوئے آپ کے ممبر رہ سکتے ہیں۔ اور مانساہاری (گوشت خور) نہیں وغیرہ"

امید کہ آریہ گزٹ مسیحیت پر اعتراض کرتا ہوا اپنی حالت کو نظر انداز نہ کیا کریگا۔

(۲) ہم حیران ہیں کہ ہمارے مضامین کے زد سے تنگ آکر احمدیوں کو کیا ہوگیا ہے ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے نور افشاں میں ہمارا ایک مضمون "ولایت میں تبلیغ اسلام کا پردہ فاش ہوگیا" شائع ہوا تھا۔ اس میں اخبار الفضل قادیان سے یہ الفاظ نقل کئے تھے۔ کہ یہ نتیجہ ہے اس طرز تبلیغ کا جو خواجہ صاحب نے اختیار کر رکھی ہے کہ کسی انگریز سے بات کرلی اور جو کچھ وہ کہے اُس کی نسبت کہدیا کہ بس یہی تو اسلام ہے اور شائع کردیا کہ فلاں۔ ۔ ۔ مسلمان ہوگیا۔"

یہ الفاظ جو بحوالہ الفضل نقل کئے گئے تھے۔ پیغام صلح لاہور ۲۹ ء رقمطراز ہے۔ کہ مشر خان اپنے الفاظ میں یہ لکھتے ہیں۔ مگر ہم تب دیتے ہیں کہ مضمون کو مکرر مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ خان اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ الفضل کے تحریر کردہ الفاظ میں کہتا ہے۔ ابھی سے ہوش بکھرنے لگے ہیں حضرت آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

(۳) ابھی کل کی بات ہے کہ پیغام صلح نے لکھا

تھا کہ جنوبی افریقہ کے ایک صوبہ میں مسیحی جماعت میں کثرت ازدواج کا رواج ہے اور کہ پادری لوگ ان سے اس رسم کو ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں اُنکا نام اُس نے رکھا تھا "عیسائیوں میں کثرت ازدواج" حالانکہ اسے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ دنیا کی قوموں کے تمام بد رسوم اور مشرکانہ افعال کو دور کرنے میں جو کچھ پادری لوگوں نے کیا ہے۔ اس کی داد دیئے بغیر نہیں جاتا اور یقین رکھو کہ ان افریقی نومسیحیوں میں سے کثرت ازدواجی کی رسم قبیح بھی عنقریب معدوم ہو جائیگی۔

اب یہی اخبار پیغام صلح لکھتا ہے کہ جزائر غرب الہند کے مسلمان عام طور پر متعہ کرتے ہیں۔ ان کی حالت اسلام کے لئے ایک بدنما دھبہ ہے۔ ان کا مقصد روپیہ کمانا اور عیاشی کرنا ہو۔ ان کی ان بدکرداریوں کی وجہ سے یہاں کے مسلمان اپنی لڑکیاں چینیوں اور عیسائیوں کو دیتے ہیں"۔ امید ہے کہ اس کا نام "مسلمانوں میں عام متعہ" رکھا جائیگا۔

رہم (۴) مسیحیت نے اعلےٰ و ادنےٰ اور امیر و غریب کا امتیاز اور بالخصوص ہندو جماعت کے اچھوت اور برہمن کے فرق کو مٹا دینے میں ہمالہ کو اکھاڑ کر سمندر میں پھینک دینے کا کام کیا ہے اور آریہ سماجی اس سے متاثر ہوکر اچھوتوں کو برہمنوں کے برابر بٹھانا چاہتے ہیں۔ مگر ہندو شاستروں کی تعلیمات اور سنو سمرتی کی تعلیم متعلقہ ورن دھرم آشرم ان کو ایسا کرنے سے روکتی ہے۔ آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ

ہوشنگ آباد کی خبر ہے۔ ڈسٹرکٹ کونسل نے سکول میں گشتی چٹھی بھیجی کہ اچھوت بچوں کو سکولوں میں تعلیم دی جائے۔ ہیڈ ماسٹروں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ ایک سکول میں دو اچھوتوں کو بھرتی بھی کر لیا گیا۔ یہ بات آنریری مجسٹریٹ پنڈت جگل کشور کو سخت ناگوار گذری اور انہوں نے اپنے بچوں کو سکول سے الگ کر دیا اور دوسرے لوگوں نے بھی لڑکے اُٹھائے اور سکول کمیٹی کا جلسہ کرکے یہ ریزولیوشن پاس کرا لیا کہ اسکول میں اچھوتوں کا پڑھانا لوگوں کی مرضی کے خلاف ہے۔ ان کو چھونے سے برہمنوں کے لڑکوں کے جنیو بدلنے پڑتے ہیں۔ اس لئے اس سکول کی کمیٹی اچھوتوں کو پڑھانے کا انتظام نہیں کر سکتی۔ ہمارا خیال تھا کہ غیبوری برہمن صرف مالابار ہی میں ہیں لیکن اب ظاہر ہوا کہ ہوشنگ آباد میں بھی غیبوری ڈیرہ لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کی موجودگی میں ہندوؤں کے بچنے کی کوئی امید نہیں"۔

مگر ہم کہتے ہیں کہ دھرم شاستروں کی موجودگی میں برہمنوں کے ساتھ شودر نہیں بیٹھ سکتے۔ ہاں اگر بیٹھنا ہے تو مسیحیت کی شرن میں آجاؤ۔

(۵) تبلیغ مذہب ہر ایک مذہب کا حق ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے اہل وطن جو سرکار سے عدم تعاون کرکے ہندو مسلم اور عیسائی تمام ہندی اقوام اتحاد کرانے اور ہوم رول لیکر سب کو حقوق مساوات عطا کرنے کے نعرے لگا رہے ہیں۔ وہ باوجود سرکار دولتمدار کے افرد اقتدار کے مسیحی دین کی اشاعت کو روکنے کی تمام ممکن کوششیں عمل میں لاتے ہیں۔ تبدیل مذہب پر ہر ایک مختار ہے اور اکثر لوگ مسلمان یا ہندو بن رہے ہیں اور آجکل تو بالخصوص شدھی کی گرم بازاری ہے۔ مگر ہم حیران ہیں کہ جب کوئی رئیس ہندو یا مسلمان عیسائی مذہب کو قبول کر لیتا ہے تو ہندو مسلم اخبارات میں مسیحی منادوں اور خاصکر مشنری صاحبان پر فریب مکر اور جھوٹ کے من گھڑت الزام شائع ہونے لگ جاتے ہیں۔ ملاپ۔ کیسری۔ پرتاپ وغیرہ میں بارہا ایسا شور برپا ہو گیا ہے۔ اب جبکہ عدم تعاون کو رواج نہیں ملا اور مسیحیت کی اشاعت کے دشمن ہو رہے ہیں تو اگر کل درحقیقت ان کو کوئی اختیار ملکی حاصل ہو تو نہ جانے کیا غضب کرینگے۔ لہذا جیسا کہ چند روز ہوئے زلفستان کے اڈیٹوریل بذریعہ اسماعیل خاں کی ایک مثال پیش کرکے کہا گیا تھا اب دوبارہ کہا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کو متعصب لوگوں کی تنگ دلی سے واقف رہنا چاہیے

خان

ہماری فریاد

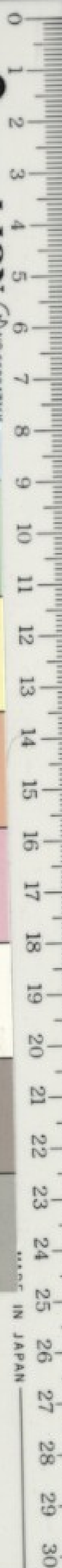
(از قلم مسٹر جوزف مائیکل ناصر)

خداوندا بجز تیرے کس کے پاس فریاد کریں۔ اب تو زمین کے حاکم بھی لاچار ہیں۔ اُن کی حکومت کا رعب نہیں چلتا۔ دنیاوی حکیم بے بس ہیں۔ اُن کی حکمت فضول ثابت ہوئی۔ تو ہی بتا ہم کیا کریں اور کہاں جائیں۔ طاعون آتی ہے اور چلی بھی جاتی ہے لیکن اکیلی نہیں جاتی۔ آباد گھروں میں چپ چاپ آئی اور خوفناک طریقے سے برباد کر کے چلتی بنی۔ ماں کی بھری گودی گھنٹوں میں خالی کر کے وہ چلی گئی۔ بھائی بہن صبح اُٹھتے ہیں یعنی خوشی روزمرہ کے کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک شام کو نہیں ہوتا ہے۔ والدین اور بچے آپس میں پریم اور پیار سے رہتے ہیں پر افسوس طاعون کا غضبناک بگولا اٹھا والدین کو ایک ہی دن میں اُڑا لے گیا۔ اپنی صاف کرتے ہوئے ماتم کا بازار گرم کر کے ہوا ہوا۔ جب برداشت کی طاقت نہیں رہتی تو یک زبان ہو کر چلا اُٹھتے ہیں۔ کہ

خدایا ہمیں بچا

معروف خسرآباد قصبے محنت کش گاؤں اپنے حلقوں میں اپنے اپنے کاروبار کے مطابق دنیاوی دھندوں میں مستغرق تھے۔ ہم غافلوں کی طرح بالکل بے فکر عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے۔ خدایا تختہ کر سوئے ہوئے تھے۔ وباء کے کوچوں میں





پھرتے تھے۔ جبکہ تُو نے ہم کو آسمان سے دیکھا ہماری روشیں تجھ کو پسند نہ آئیں۔ تیرا غضب بھڑکا اور قہر طاعون کی صورت میں ہم پر پڑا۔ اس پر ہم گھبرا گئے۔ بعض اے خداوند اپنے گھروں کو چھوڑ کر خانہ بدوشوں کی طرح باہر جنگلوں میں جابجا پھرتے ہیں۔ تیرے قہر سے بچنے کے لئے حکیموں سے مشورہ کرتے۔ اُن کی ہدایت کے مطابق تیز زہر آلودہ سوئیوں سے اپنے اور اپنے بچوں کے بدن کو چھیدا۔ لیکن نہیں تجھ سے چھپکر کہاں جائیں۔ تیری قہر کی تلوار سے بچنے کے لئے کونسی حکمت کی ڈھال استعمال کریں۔ جبکو لینا ہے تو نے لیگا جبکو لینا تھا تو نے لیا۔ آخر لاچار ہوکر ہم چلا اُٹھتے ہیں کہ

خدایا ہمیں بچا

ہم نے بیوپار کئے۔ اپنی دولت کو زیادہ بڑھانے کے لئے پیر پھیلائے۔ دنیاوی لالچ کے لئے ہاتھ پیارے سے جب نفع اُٹھانے کا وقت آیا تو ہم سے بہت بغیر اطلاع دئے لٹ گئے۔ لوگوں نے نئے مکان بنائے نوکروں کو بھیجا کہ سجائیں۔ جب مکان سج گئے تو جنہوں نے اُن کو اُن میں رہنا نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ نامراد طاعون نے اُن کی خواہشات پوری نہ ہونے دیں۔ زمیندار لوگ نے محنت کی گندم اور چنے بوئے بمشقت سے پانی دیا نگرانی کی۔ جب فصل پک گئی اُنہوں نے کاٹی بکواُی لیکن افسوس ان کو کھانی نصیب نہ ہوئی۔ دو بھائی جھگڑے۔ جائداد کی تسلی بخش تقسیم نہ ہوئی۔ اُنہوں نے عدالت کے دروازے کھٹکھٹائے۔ لیکن دیکھ اے خداوند دنیاوی منصفوں کے فیصلے سے پہلے طاعون نے فیصلہ کردیا۔ ان میں سے ایک نہ رہا یا دونوں ہی چل بسے۔ یہ دیکھ کر ہم رو پڑے۔ آسمان کو آنسوؤں سے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا۔ خشک زبان تجھکو پکارا جب تسلی بخش آواز تجھ سے نہ سُنی تو گھبرا کر ڈھائیں ماریں اور کہا کہ

اے خداوند ہمیں بچا

طاعون پھیلی۔ کرنے کرنے میں پہنچی۔ کثرت سے ہم کو کم کرنے لگی۔ ہم اپنوں کو دفناتے دفناتے تھک گئے جلاتے جلاتے ہار گئے۔ اُٹھاتے اُٹھاتے چور ہو گئے۔ بہن مری بھائی گلے لگ کر نہ رویا۔ اولاد مری ماں دُور بھاگ گئی۔ باپ گرا کوئی نزدیک نہ پھٹکا۔ دوست گھر گیا یاروں نے خبر نہ لی۔ قبرستان اور مرگھٹوں میں ڈھیر لگ گئے۔ خوف اور ڈر ہر ایک کے دل میں گھر کر گیا۔ عزیزوں کی لاشوں کو ہاتھ لگانا بھی پسند نہ کیا۔ اُن کی لاشوں کو قبر کے کنارے گھسیٹ کر رکھا اور پھر لمبے لمبے بانسوں اور ڈنڈوں سے بستر اور لباس سمیت بغیر غسل وکفن کے قبر میں دھکیل دیا۔ محبت کافور ہو گئی۔ ہر ایک فرد بشر قبر سے دُور بھاگتا۔ قبریں پورے طور پر ڈھانکی نہ گئیں۔ جب ہمارے بزرگوں اور بچوں نے یہ بلائے وفائی اور سنگدلی دیکھی تو خوف کے مارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اپنے زرد چہرے کانپتے ہاتھوں سے چھپا لئے۔ پھر بلند آواز سے فریاد کی کہ اے خداوند

ہم پر رحم فرما ہم پر رحم فرما

بیوہ کا ایک ہی پوت اُس کا سہارا۔ بڑھاپے کی طاقت۔ اُس کی امید تک کو نہ چھوڑا۔ ماں باپ کا نوجوان بچہ دولہا بنے دو ماہ گذرے ہونگے کہ اس بلا نے اُس کو اُٹھا لیا۔ نئی بیاہی کو دم میں بیوہ کر دیا۔ کمال چادر عمر بھر کے لئے سونپ کر چلدیا اور غضب یہ کہ ایک نہیں دو نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں ایسے گذرے کہ تمام گو سوئے آدھی رات کو بغیر وصیت اور پند ونصیحت چلتے بنے ہزاروں بچوں کو لاوارث۔ بے مدد اور یتیم کر گئے اے خداوند جب ہم یہ دیکھتے ہیں تو دل ٹوٹ کر بیٹھ جاتے ہیں اور زندگی سے ایوس ہو کر چیخیں بار بار اور کپڑے پھاڑ پھاڑ کر عرش تک یہ آوازیں پہنچاتے ہیں کہ ہمیں بچا۔

ماناکہ تو عادل ہے اور رحیم بھی ہے۔ لیکن اے رحیم یہ کیا کہ لاوارث بندے مرتے ہیں کوئی پوچھتا نہیں۔ مسافر سفر کرتے کرتے منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے راہ میں دم توڑ دیتے ہیں۔ پیروں کو کوئی خبر نہیں لیتا۔ آخر تُو اُن کا مالک ہے۔ ہم خاکساروں کو سنبھال۔ اس بھید سے آگاہ کر۔ اے پروردگار حکیم رحیم حکمت اور رحم سے کام لے۔ ہمارا زور نہیں انکار نہیں عاجزی سے فریاد ہے۔ تیری پاک مرضی پوری ہو لیکن پھر ڈرتے ڈرتے درخواست کرتے ہیں کہ اپنے قہر کو کم کر۔ ابھی سے انتقام نہ لے۔ زیادہ مہلت دے۔ تاکہ ہم اپنی بدیوں اور بُرائیوں سے باز آئیں۔ توبہ کریں۔ تجھے خوش کریں۔ تاکہ تو اپنے قہر کو تھام لے۔

خبریں

جے پور راجپوتانہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ ہیں دس روز گذرے کہ میں الور گیا۔ وہاں ایک چمار نے مجھے اطلاع دی کہ یہاں تمام چماروں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ آگے کو مُردار نہ کھائینگے جو کھائیگا اُس پر گیارہ روپیہ جرمانہ کیا جائیگا۔ خدا کا شکر ہے کہ مسیحیت اچھوتوں کی آنکھیں کھولتی جاتی ہے۔

ایک ہونہار طالب علم نے لاسلکی آلہ برقی پیام رسانی کی یوں تشریح کی۔ فرض کرو کہ میرے پاس ایک کتا ہو جو اس قدر طویل ہو کہ اس کی دم ہندوستان میں ہو اور سر افریقہ میں اور میں اس کی دم دباؤں اور وہ افریقہ میں بھونکنا شروع کرے تو اسکو کہیں گے تار یا ٹیلیفون۔ لیکن اگر کتا نہ ہو اور ایسی آواز پیدا کردی جائے تو یہ ہوا لاسلکی آلہ برقی پیام رسانی۔ ہم اس ہونہار بچہ کے والدین کو مبارکباد کہتے ہیں۔

رائے بہادر موتھاناتھ بوس بہادر، ایم۔ اے ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل ڈھاکہ پنجاب اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے پوسٹ ماسٹر جنرل مقرر ہوئے ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک ہندوستانی اس عہدہ پر مامور ہوا ہے۔

چند روز سے لاہور کا عجائب گھر بند ہے اور کچھ عرصہ تک بند رہیگا وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر سے بھی مُردہ چوہے نکلے ہیں (ریاست)

مدراس ۲۹ اپریل۔ چوآرا دریا پر کچھ مسیحی زائرین کشتی میں بیٹھ کر ملایاٹور جا رہے تھے کہ ایک سخت اندوہناک حادثہ وقوع پذیر ہوا۔ آندھی کے زور میں کشتی پر بجلی آن پڑی نتیجہ یہ ہوا کہ ۶ مسیحی تو وہیں انتقال کر گئے۔ ماں کی گود میں ایک بچہ بھی بجلی کی زد میں آکر جل گیا۔ اور دیگر کئی مسیحی بھی بجلی سے جلے ہیں۔ انکی حالت بھی سخت نازک ہے۔

لنڈن ۲۸ اپریل۔ جرمنی نے اپنی طرف سے چند شرائط پیش کی ہیں اور اعلان کیا ہے کہ اگر ان کو قبول کر لیا گیا تو جرمنی اتحادی ماہرین کی سفارشات پر عامل ہونے کے لئے تیار ہے۔

اخبار ٹائمز کا نامہ نگار برلن سے اطلاع دیتا ہے کہ جرمن چانسلر ہر مارکس نے تقریر کے دوران میں شرائط ایں طور پیش کیں۔ رپورٹ الخصیص بند کر کے قبول نہیں کی جا سکتی۔ اس کے متعلق طویل گفت و شنید ہوگی صلح کے بارہ میں جو جنگ جاری ہے اس کا خاتمہ ہو جانا چاہئے۔ اب کسی جرمن کو جلاوطن نہ کیا جائے اور تمام سیاسی قیدی رہا کر دیئے جائیں۔ مقبوضہ علاقہ کا اقتصادی اور رسالی انتظام جرمنی کے حوالے کیا جائے یہ درخواستیں نہیں ہیں جنکی منظوری اتحادیوں کی مرضی پر ہو۔ ہمارا اتحادی ماہرین کی تجاویز کی قبولیت کا انحصار شرائط مذکورہ بالا پر ہے۔ (ار)

لنڈن ۲۹ اپریل۔ سربٹن کو جاتے ہوئے ملک معظم انجن ڈرائیور کی ہدایت کے مطابق خود انجن چلاتے رہے۔ ملکہ معظمہ آپ کے پاس انجن کے پایہ دان پر کھڑی رہیں۔ ہزارہا کاریگروں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا۔

ویلنگ (ورجینیا) ۲۸ اپریل۔ اندیشہ کیا جاتا ہے کہ کان پھٹ جانے سے جو ایک سو سے زیادہ کاریگر دب گئے ہیں ان کا باہر نکالا جانا مشکل ہے۔ اندر سے دھواں باہر نکل رہا ہے۔ جس سے کام اور بھی دشوار ہو گیا ہے۔ اب تک صرف دو مزدور نکالے گئے ہیں۔ دونوں جل گئے تھے اور باہر نکلتے ہی مر گئے۔

لاہور میں ۳ مئی کو ۴ بجے خوب موسلا دھار بارش ہوئی۔

ضروری اطلاع

مجھے اخبار نور افشاں بابت سن ۱۵ و ۱۶ اور ۱۷ و ۱۸ کے مکمل پرچوں کی اشد ضرورت ہے اگر کوئی بھائی مندرجہ بالا سنوں کے پرچے قیمتاً فروخت کرنا چاہے تو مجھ سے خط و کتابت کرے

ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ڈوننگ کرسچین ہائی سکول۔ لودیانہ پنجاب

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔ مینیجر



سو وہ اُسی وقت اُٹھ کر بیٹھ گیا اور اُس کی حالت بیماری سے تندرستی میں تبدیل ہوگئی۔ جو لوگ اُس کے پاس تھے حیران ہو گئے اور ادھر اُدھر اس ماجرا کو مشہور کیا۔ خاصکر اُس کی والدہ اس ماجرا کو مشہور کرنے سے نہیں رُکی۔ وہ دعویٰ سے کہتا ہے کہ وہ یسوع مسیح خدا کا پیارا بیٹا میرا نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح ہی تھا۔ اس عجیب ماجرہ سے اس گاؤں کی نئی کلیسیا پر عجیب قسم کی حالت طاری ہے اور اس وقت سے بھائیوں میں بیماری بھی ہٹ گئی۔ جو گاؤں میں زور وشور سے شکار کر رہی تھی۔ وہ لوگ بدل وجان روز وشب خدا باپ کی حمد کرتے ہیں وہ بھائی جس پر یہ واقعہ ہوا قریباً پینتیس برس کا ہے اور جب سے وہ لوگ کلیسیا میں شریک ہوئے تب سے وہ مفت میں مسیحی بچوں کو دینی و دنیاوی تعلیم دیتا ہے۔ خدا اُس کی عمر دراز کرے۔ پھر کسی وقت فرصت ہونے پر اس کلیسیا کے مسیح پر ایمان لانے کا سلسلہ ہدیہ ناظرین نورافشاں کیا جائیگا۔

قومی خادم مسیح بخش موضع للیانی۔ علاقہ قصور

کرسچن اینڈیور کی موجودہ حالت

اگر آج کرسچن اینڈیور کے بانی اور کلیسیا کی اس تحریک کے موجد تقدس مآب جناب ڈاکٹر کلارک صاحب مرحوم دنیا میں زندہ ہوتے تو دنیا کی کرسچن اینڈیوروں کی پنجاب شاخ کے خشک اور نیز مردہ ہو جانے پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتے۔ ہم کو ۳۰ نومبر ۱۹۰۹ء کا وہ دن یاد آگیا جب ڈاکٹر کلارک مرحوم آگرہ سی۔ ای ورلڈ کونونشن میں ہاتھی پر سوار ہو کر کرسچن اینڈیور کیمپ میں اپنے مبارک کام کے پھلدار پودے کو پھلوں سے جھومتے دیکھتے اور "ہند مسیح کے لئے اور مسیح ہند کے واسطے" کے نعرے سنتے تھے۔ اُس وقت اس مبارک ہستی کو کوئی گمان نہ تھا کہ ۱۹۲۴ء کے اوائل میں سی ای کے انتقال پُرملال پر کوئی قلم اٹھائیگا۔ آہ اس وقت تمام ہند کی کلیسیا کا خیال تھا کہ کرسچن اینڈیور کے وسیلے خدا مسیح کے لئے ہند کو فتح کریگا مجھے یاد ہو کہ ایک دن دوپہر کی میٹنگ میں ہند کے نوجوانوں سے یہ اپیل کی گئی تھی کہ ملک ہند کو یسوع مسیح کے لئے فتح کرنا ہندی مسیحی نوجوانوں کی کوشش پر منحصر ہے اور بڑی امید ظاہر کی گئی کہ ہند کی کلیسیا کی بیداری اور غیر نجات یافتہ روحوں کو مسیح کے پاس لانے کا اعلیٰ ذریعہ کرسچن اینڈیور ہی ثابت ہوگی اور چند برسوں تک اس تحریک نے پنجاب پر اپنا خاصہ اثر پھیلایا شہروں قصبوں۔ دیہاتوں میں کرسچن اینڈیور کے ڈھول بجنے لگے اور پنجاب کے اکثر اضلاع میں ضلع وار علاقہ وار یونین کے سالانہ اجلاس اور پنجاب سی ای یونین کونونشن کے اجلاس بڑے تزک واحتشام سے ہونے لگے۔ اور انجمنوں کی فہرست اور رپورٹوں کی وہ بھرمار تھی کہ ہر ایک سوسائٹی کی یہی کوشش تھی کہ میں ہی بازی لے جاؤں اور ہر کامیاب سوسائٹی کو کامیابی کے صلے میں جھنڈا دیا جاتا تھا۔ مگر آج وہ دن آگئے ہیں کہ اس بیچاری کرسچن اینڈیور کو کوئی سیدھے منہ دعوت بھی نہیں دیتا اور کرسچن اینڈیور کا نام ایسا ناگوار ہو گیا ہو کہ کوئی اس غریب مسافر کو گھر میں بھی اترنے نہیں دیتا۔ سال بھر یہی انتظار رہتا کہ اس سال کونسی جگہ سالانہ کونونشن ہوگی۔ اگزیکیٹو کمیٹی چاروں طرف جھانکتی رہتی ہے کہ کدھر سے آواز آوے کہ ہمارے گھر آؤ۔ حالانکہ کھانا پینا اپنا ہے محض سلام علیکم میں گراں وجود سمجھا جا رہا ہے۔ نامعلوم اس خشک سقنیک سے بھی کیا تکلیف لاحق ہو اس کا سبب اگر میں غلطی نہیں کرتا تو صاف صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ کرسچن اینڈیور عنقریب پنجاب سے وفات پا چکی ہے۔ ۱۵ مارچ ۱۹۲۴ء کے اخبار کرسچن اینڈیور میں جو انجمنوں کی فہرست شائع ہوئی ہے اس سے اظہر من الشمس ہے کہ اب یہ کام برائے نام ہے اور کرسچن اینڈیور کا عنقریب دم نکل گیا ہے کیونکہ اس گیارہ انجمنوں کی ہستی اتنے بڑے ملک اور مختلف کلیسیاؤں کی رونق اور باوجود بڑی بڑی نامور اور سرگرم مشنوں کی موجودگی میں عدم وجود کے برابر ہو۔ اس وقت پنجاب کرسچن اینڈیور کا وہی حال ہے جو پہلی صدی مسیحی کے آخر میں ایشیا کوچک کی کلیسیا سارؔدس کا تھا جس کو خداوند کی طرف سے اس قسم کی ملامت ہوئی کہ تو زندہ کہلاتا ہے مگر ہے مردہ کیونکہ میں نے تیرے کسی کام کو اپنے خدا کے حضور پورا نہیں پایا۔ پس یاد کر تو نے کس طرح تعلیم پائی اور سنی تھی اس پر قائم رہو اور توبہ کرو۔ اگر تو جاگتا نہ رہیگا تو میں چور کی طرح آ جاؤنگا۔ مکاشفہ ۳: ۱-۳۔

افسوس ہے کہ اکثروں کو انجمن کے مقصد اور نتائج سے تاحال بخوبی واقفیت نہیں ہوئی ورنہ اس کے چلانے اور قائم رکھنے میں کیوں جانفشانی نہ کی جاتی۔ یہ ایک فالتو کام نہیں ہے۔ اس کے نام کے معنوں پر ذرا عمیق توجہ سے غور کریں اور اُس کے قواعد وضوابط کا ملاحظہ کیجئے اور اپنے اقرارنامہ پر ایک دفعہ پھر نظرثانی کریں۔

اے جوانوں مسیحی بہادرو مسیح کے خون خریدو۔ معلمو۔ پاسبانوں بیدار ہو جاؤ اور اپنے ہمخدمتوں کو بھی بیدار کرو۔ کرسچن اینڈیور میں پھر جان ڈالو اور اس کو زور سے پھیلاؤ اور کرسچن اینڈیور کے نام کو عزت دو۔ کرسچن اینڈیور مسیحی والنٹیروں کی جماعت ہے۔ جس جس جگہ یہ انجمن قائم ہوگی اور اپنا کام بلاناغہ چلائیگی۔ وہاں اس کے

وسیلے بڑے مفید کام نکلینگے۔ شاد اور پاسبان کے لئے یہ انجمن ہارون اور حور کی امداد ہے۔ یہ سوسائٹی جدعون کے تین سو بہادروں کی فوج ہے۔ اس انجمن کا ہر ایک ممبر فلسطی فوجوں میں دلیری سے ایک نئے خن کے پتھر سے جاتی جولیات کا سر توڑیگا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے یروسلم کی دیواریں تعمیر ہوں تو آپ یہ انجمن قائم کریں خدا آپکو ایسے والنٹیر دیگا جو نحمیاہ کی سی غیرت نیکنامی سے بہرہ ور ہیں آدینگے۔ خداوند فرماتا ہے کہ جاگتا رہ اور جو چیزیں مٹنے کے قریب ہیں اُنہیں مضبوط کر۔ فقط۔ پادری برکت مل جنڈیالہ شیر خاں ضلع شیخوپورہ

ایک نظر ادھر بھی

پچھلے ہفتے ایک مضمون بعنوان "بنگس آباد اور مسیکار" درج میں پڑھنا احقر کی نظروں سے گذرا جسکی بابت بندہ چند خیالات کا اظہار کرتا ہو اور خیر خواہ بنگس آباد سے ملتمس ہوتا ہو کہ اگر کوئی سہو و نسیان میان تحریر بندہ سے ہو جائے تو معاف فرمائیں۔ احقر خیر خواہ بنگس آباد سے مخاطب ہوکر بہ غایت عجز و انکسار ملتجی ہوتا ہے کہ جناب پہلے ایک مضمون "میرا درج" میں پڑھنا شایع کروا دیجئے تاکہ جناب والا اخبار کو بنگس آباد کے روح میں پڑھنے کی کافی وراثی واقفیت حاصل ہو جائیگی۔

بندہ جناب کا تہ دل سے ممنون و مشکور ہے کہ جناب نے اپنا بیش قیمت وقت خرچ کر کے بنگس آباد کی تاریخ پر روشنی ڈالی ہو لیکن کیا ہی اچھا ہوتا اگر جناب مسیح کی تعلیم و تلقین کے معتقد ہوکر پہلے اپنی تاریخ کو نمایاں مثل آفتاب کرتے لیکن جناب نے بموجب قول شاعر کے اپنی بابت زبان تک نہ ہلائی کہ

ہر یکے ناصح برای دیگراں
ناصح خود یافتم کم درجہاں

معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب میں اخلاق دلیری نام کو نہیں اور آڑ میں شکار کھیلنا پسند کرتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر جناب اپنا نام دیتے اپنے مضمون کے نیچے درج کر دیتے۔ نامعلوم نام ظاہر کرنے سے کیوں ڈرتے ہیں اور خون لگا کر شہیدوں میں بھی نام لکھوانا چاہتے ہیں۔
خاکسار بی۔ ایم جان بنگس آباد مرے کالج سیالکوٹ

ریویوز

"پیغام مالویہ" نامی رسالہ ہمارے پاس بغرض ریویو پہنچا یہ رسالہ ۸۰ صفحہ کا ہے جس میں پنڈت مالویہ کی تقریروں کو جمع کیا گیا ہے۔ تمام تقریریں ہندو مسلم اتحاد کے متعلق ہیں ہندو قوم کو بیدار کرنے کے لئے زبردست تجویزوں کا مجموعہ ہیں اس رسالہ میں عجیب بات یہ دیکھی گئی کہ مسلم مسیحیوں کی مسیحیت ناقابل اعتبار ظاہر کر کے ہندو مسیحیوں کی مسیحیت پر اعتماد ظاہر کیا گیا ہے۔ پنڈت جی فرماتے ہیں کہ عیسائی بھی ایسا ہی کرتے ہیں وہ مسلمانوں کو اپنے میں کم ملاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان پھر جا کر دوبارہ کلمہ پڑھ لیگا۔ مگر ہندو واپس نہیں ہو سکتا صفحہ ۵۰ ناظرین نور افشاں پنڈت جی کے کلمات کا مطلب خوب سمجھنے کی کوشش کریں کہ پنڈت جی کو ہندو اور مسلم مسیحیوں کی بابت یہ پوشیدہ راز جو انہوں نے اپنے الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہاں سے معلوم ہوا! کیا پنڈت جی کو الہام ہوا ہو؟ کیونکہ جو کچھ پنڈت جی نے لکھا ہے وہ خود ہی سچائی کے اظہار کی خوبی سے لکھا ہے یہ سچائی ہندو مسیحیوں کی زبانی ان کو معلوم ہوئی ہوگی۔ اب اسکی بنا و پنڈت منادی کر رہے ہیں مسیحیو اب بولو کہ تمہارا کیا خیال ہے! رسالہ مذکور کی لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ دفتر ہندو سبھا بنارس سے مل سکتا ہو قیمت ۴

"لارڈو سپیر" ایک اور رسالہ انگریزی میں ہمارے پاس آیا ہے جسے بشپ ایف ڈبلیو وارن صاحب نے تصنیف کیا ہے۔ ضخامت ۸۰ صفحہ کے قریب ہے۔ میتھوڈسٹ پبلشنگ ہاؤس لکھنؤ سے ملسکتا ہے۔ اسکی بابت ہماری یہ رائے ہے کہ عشاء ربانی کی تیاری پر یہ رسالہ نہایت قیمتی ہے قیمتی مضامین و خیالات کا مجموعہ ہے خداوند کے شاگردوں کے لئے نہایت ضروری صلاح و مشوروں کا خزانہ ہے۔ ہر ایک انگریزی خواں مسیحی کے لئے اس کا پڑھنا اور اسے اپنے ساتھ رکھنا مفید ہے قیمت ۱۲

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہو اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہو اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کیلئے ایک خوشنما تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہو لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۴ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری کالج ہے متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جز کشائی ۱ء سے ۱ء تک روزانہ ۶ء سے ۶ء تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایجرٹن روڈ لاہور کے لئے پنجاب پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر کے چھپا